نفاذِ اسلام میں خواتین کا کردار

محترمہ فیض النساء صاحبہ ۔ کراچی

(یہ مقالہ خواتین کی سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد میں پیش کرنے کے لیے لکھا گیا تھا ۔ مقالہ نگار کانفرنس میں نہ جا سکیں۔ اب یہ مقالہ ان اوراق میں پیش کیا جا رہا ہے)

نفاذِ اسلام میں خواتین اور ان کے کردار کی اہمیت یہ ہے کہ دُنیا میں معاشرتی اصلاح، اخلاقی سدھار یا احیائے مذہب کی کوئی تحریک بھی خواتین کی شمولیت کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی۔ خواتین ہمارے معاشرے کا نصف حصّہ ہیں اور اگر وہ نفاذِ اسلام کے کام میں دلچسپی نہ لیں اور اس میں شریک نہ ہوں، تو مرد خواہ کتنا ہی زور لگائیں، اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔ اسلام اور نفاذِ اسلام کی گاڑی اُسی وقت رواں دواں ہوگی جب اس کے دونوں پہیے (مرد اور عورت) ٹھیک ٹھیک کام کریں، بلکہ عورتوں کی اہمیت اس اعتبار سے زیادہ ہے کہ وہ ان افراد کو جنم دیتی اور تعلیم و تربیت دیتی ہیں جن سے مستقبل کا معاشرہ تشکیل پاتا ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ قوموں اور مُلکوں کے عروج و زوال کی تاریخ عورتوں کے عروج و زوال سے وابستہ ہے ۔ عہدِ نبویؐ میں جب عورتیں اصلاح پذیر ہوئیں، تو ان کی آغوش سے ہی وہ نسل تو نکلی جس نے چار دانگِ عالم میں اپنی اخلاقی، علمی اور فوجی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے ۔ اگر عہدِ جاہلیت میں عربوں کا معاشرہ جاہلانہ تھا، تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کے مقام

اور اہمیت کو سمجھا نہیں گیا۔

نفاذِ اسلام کو اپنی ذات پر نافذ کیجیے اسلام کے کام میں عورتوں کی شرکت کی اہمیت کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواتین نفاذِ اسلام کے لیے کیا کچھ کر سکتی ہیں؟ اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز انفرادی شخصیت ہے۔ نفاذِ اسلام کا عمل اپنی ذات سے شروع ہونا چاہیے ورنہ دوسروں کو نصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دُنیا میں صرف اس نصب العین اور اس تحریک کو کامیابی حاصل ہوتی ہے جس کے علمبرداروں کے قول و عمل میں ہم آہنگی ہو اور جس کی اپنی زندگی اپنے نظریے کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ بنیادی چیز ذہن و فکر ہے۔ نفاذِ اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا یقین روزِ آخرت پر ایسا پختہ ہو کہ اس کے اثر سے عملی زندگی تبدیل ہو کر رہ جائے۔ خدا خوفی ہمارے اعمال سے نمایاں ہو۔ احکامِ شریعت کی پابندی کے ساتھ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام اور نفاذِ اسلام کی تحریک کے لیے کس سیرت و کردار کی حامل خواتین مطلوب ہیں۔

عورتوں میں دینی تعلیم کی ضرورت آج کے دَور کی مُسلم خواتین کا جائزہ لیجیے تو عورتوں کا ایک حلقہ وہ نظر آتا ہے جو علم اور شعور سے محروم ہے یا بہت ہی کم علم اور کم عقل ہے، مگر ان میں بھی اکثریت ان عورتوں کی ہے جو گھرداری کے کام کو سلیقے سے انجام دے سکتی ہیں۔ کھانا بھی اچھا پکا لیتی ہیں اور پہننا اوڑھنا بھی جانتی ہیں، لیکن ان کے پاس اسلامی نقطۂ نظر سے چند رسومات کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ اُن کی مذہبیت محض اُن کی رسوم پرستی ہے یا توہم پرستی، چنانچہ یہ عورتیں نفاذِ اسلام کے لیے ہرگز کارآمد نہیں۔ نفاذِ اسلام تو بڑی بات ہے، بقائے اسلام بھی ان عورتوں کے ذریعے ممکن نہیں۔ ہمارے معاشرے میں چونکہ زیادہ تر عورتیں اسی طرح کی رہی ہیں، اس لیے ہماری نسلیں اسلام سے بیگانہ ہوتی چلی گئیں۔ اگر ہم عورتوں کی اہمیت کو سمجھتے تو انھیں گھر کی مامائیں یا مردوں کی دل بستگی کا ذریعہ بنا کر نہ رکھتے، بلکہ زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے، اسلام کا حقیقی مفہوم سمجھاتے اور بتاتے کہ قدرت نے عورتوں کو انسان سازی کے عظیم کام پر مامور کیا ہے۔ اس منصب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اسلام کو خود بھی

سمجھیں اور اپنی اولاد کو بھی اسے صحیح طریقے سے سمجھائیں۔ اس کے بغیر نفاذِ اسلام ممکن ہی نہیں ہے، لہٰذا خواتین کے لیے پہلی ضروری چیز علم، بالخصوص اسلام کا علم ہے۔ کیونکہ علم ہوگا، تو اس کے مطابق عمل ہو سکے گا اور دوسروں کو عمل کی ترغیب دی جا سکے گی۔

سچ پوچھیے تو اسلام بنیادی طور پر مذہبِ علم ہے۔ مسلمان کے لیے جہاں نماز ادا کرنا ضروری ہے وہاں اوقاتِ نماز کا علم اور قرآن مجید کی آیات اور سورتیں یاد کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلام کا یہ بنیادی فریضہ اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ ہر مسلمان خواندہ بھی ہو، تاکہ وہ قرآن پڑھ سکے۔ ہمارا بنیادی ایمان کتابِ الٰہی پر ہے اور کتاب کو براہِ راست پڑھنا اور سمجھنا ہر مسلمان کی ایمانی ذمہ داری ہے۔ عورتوں میں جس قدر زیادہ خواندگی ہوگی، اتنا ہی زیادہ قرآن اور اس کے ترجمے کو پڑھنا، احادیث کا مطالعہ کرنا اور اسلامی لٹریچر سے استفادہ کرنا ان کے لیے ممکن ہوگا۔ وہ خواتین جو نفاذِ اسلام کی تحریک اور اس کے لیے جدوجہد کرنے کی علَم بردار ہیں، اُن کو اسلام کے ساتھ علم کی بھی مبلغ ہونا چاہیے، کیونکہ اسلام اور علم کے درمیان ایک ناقابلِ شکست رشتہ ہے۔ خواتین کے لیے رسمی تعلیم ہی ضروری نہیں، بلکہ انھیں حالاتِ حاضرہ سے بھی پوری واقفیت ہونی چاہیے۔ اس واقفیت کے بغیر کوئی بھی سیاسی یا مذہبی جدوجہد نہیں ہوسکتی۔ نفاذِ اسلام کے لیے کام کرنے والی خواتین کو چاہیے کہ وہ مطالعے کی عادت کو اپنائیں۔

سادہ زندگی کو نصب العین بنائیے

نفاذِ اسلام کے لیے ایک اور ضروری چیز یہ ہے کہ آپ کا نصب العین مادی آسائشیں، دُنیوی لذات اور معیارِ زندگی کی وہ دوڑ نہ ہو جس نے ساری دُنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور جس کا انجام بے چینی اور بے اطمینانی کے سوا کچھ نہیں۔ نفاذِ اسلام کی علَم بردار خواتین کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مادی چیزوں کی محبت ایک ایسا سراب ہے جس کے پیچھے دوڑ دوڑ کر انسان بے حال اور بدحال ہونے کے سوا کچھ حاصل نہیں کرسکتا۔ اس دوڑ میں شریک انسان اسلام کا کام ہرگز نہیں کرسکتا۔ اس کام کو انجام دینے کے لیے وہ کردار چاہیے جو ظاہری

زندگی کی جھوٹی چمک دمک کا دیوانہ نہ ہو، جو گھروں کی قیمتی آرائش و آسائش کا تمنائی بننے کے بجائے سادہ زندگی اختیار کرے۔ اُسے جو کچھ ملے وہ اس پر راضی رہے اور قناعت کو اپنا شعار بنالے۔ وہ قیمتی چیزوں کی محرومی کے ہوکے اور احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔ خدا نے عورتوں میں یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو سوکھے ٹکڑے کھا کر اور میٹھا پرانا کپڑا پہن کر بھی خوش رہ سکتی ہیں، لیکن جو عورتیں زیور، کپڑے کو ہی زندگی کا نصب العین بنا لیتی ہیں اور خدائی تعلیمات کو چھوڑ کر معیارِ زندگی کے شیطان کو پوجنے لگتی ہیں، ان کا وجود پوری سوسائٹی کے لیے خطرناک اور زہریلا ہو جاتا ہے۔ اسلام کی علمبردار خواتین کو اس خطرے اور اس زہر سے ہوشیار رہنا چاہیے اور جہاں کہیں عورتوں میں یہ بُرائی نظر آئے، اس کے خلاف جہاد بھی کرنا چاہیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا، تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ جو انسان محض دولت کمانے کی مشین بن جائے، اس کی انسانیت جاتی رہتی ہے۔ خوش قسمتی سے ہمارے ہاں کی بیشتر عورتوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ روزی کمانے کی فکر سے آزاد ہیں۔ وہ زندگی کی معاشی کشمکش اور معاشی جدوجہد کے بُرے پہلوؤں اور ان کے مسموم اثرات سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ اس بنا پر عورتوں کی مردوں کے مقابلے میں اعلیٰ اخلاقی اور رُوحانی اقدار سے وابستگی زیادہ گہری ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیے لیکن مقامِ افسوس ہے کہ آج کل ہی نہیں، ہمیشہ سے خواتین کی اکثریت پر اعلیٰ اخلاقی اور رُوحانی اقدار کے مقابلے میں مادّی چیزوں کی محبت غالب رہی۔ یہ اس محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ عورتیں قیمتی ملبوسات، زیورات اور بناؤ سنگھار کی مہنگی اشیا کے پیچھے دیوانہ وار دوڑتی ہیں اور شادی بیاہ میں جہیز کے اسراف کے تماشے اور جھوٹی شان کے مظاہرے بھی اس بات کا نتیجہ ہیں کہ زندگی کا مادہ پرستانہ نقطۂ نظر ہم پر مسلط ہے۔ نفاذِ اسلام کی راہ میں بھی ہوسِ جاہ اور لذّتِ مال و منال رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ وہی خواتین نفاذِ اسلام کی جدوجہد میں کامیاب ہوسکتی ہیں جو مادّیت سے ماورا رہوں اور ادنیٰ اور حیوانی خواہشات سے بالاتر ہو کر اپنے اندر کی ملکوتیت، انسانیت اور روحانیت کو بیدار و متحرک رکھیں۔

خواتین سے رابطے کی ضرورت اس کے علاوہ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ نفاذِ اسلام کے لیے صرف باعلم اور باایمان ہونا کافی نہیں، سوشل ہونا بھی درکار ہے۔ سوشل ہونے سے مراد یہ نہیں کہ آپ محفلوں میں چمکنے دمکنے کا شوق و ذوق رکھیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اردگرد کے لوگوں سے کٹ کر اپنے گھر یا اپنی خیالی دُنیا میں مگن ہو جانا غلط ہے۔ نفاذِ اسلام کے مقصد کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا دوسروں سے رابطہ زیادہ اور گہرا رہے۔ آپ اپنے محلے، اپنے عزیز و اقارب کے حلقے اور اپنی سہیلیوں سے میل جول رکھتی ہوں اور بنیادی طور پر انسان بیزار نہ ہوں، بلکہ دوسروں سے اخلاص رکھنے والی اور انسانیت سے محبت کرنے والی ہوں۔ اس خصوصیت کے ساتھ آپ کا عوامی رابطہ اور عام میل ملاقاتیں تحریکی اور دعوتی کاموں کے لیے ایک قیمتی اثاثہ بن جائیں گی۔ آپ کو اپنا پیغام دوسری خواتین تک پہنچانے کے زیادہ مواقع ملیں گے اور لوگ آپ کی باتوں کا اثر بھی زیادہ لیں گے۔ بشرطیکہ آپ کا دوسروں سے ملنا جلنا اس انداز کا ہو کہ لوگ آپ کی ملنساری، خوش اخلاقی، انسان دوستی اور آپ کی سوجھ بوجھ کے مداح ہوں۔ اگر دوسروں سے میل جول کی بنیاد اپنی بڑائی کے جذبے کی تسکین ہو، آپ دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھیں، دوسروں کے دُکھ سے آپ میں اچھے احساسات اور جذبات پیدا نہ ہو سکیں اور سرد مہری طاری رہے، تو آپ کی شخصیت متاثر کُن نہیں ہو سکتی۔ اس سے آپ کے مشن کو بھی نقصان پہنچے گا۔ لیکن اگر آپ دوسروں سے میل جول رکھیں، تو اس سے اسلام کے کام میں مدد ملے گی۔ آپ اپنے محلے، اپنی بستی، اپنے خاندان، اپنے اعزہ اور اپنے دوستوں تک اسلام کا پیغام کامیابی سے پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

اس بات کو بھی خوب سمجھ لیجیے کہ صحیح معنوں میں سوشل ہونے کے لیے انسان دوست اور محبت الانسان ہونا ضروری ہے اور جسے انسانوں سے محبت ہو، وہ ان کی خدمت کے لیے بھی آمادہ رہتا ہے۔ اپنی زندگی کا ایک مقصد خدمتِ خلق بھی بنا لیجیے کیونکہ مخلوقِ خدا کی خدمت عبادت ہے۔ بعض صورتوں میں اس کا ثواب عبادت سے بڑھ کر ہے۔ اپنے حلقے میں وقت نکال کر، خود ناخواندہ بچیوں اور بڑوں کو تعلیم دیجیے، مصیبت زدہ لوگوں کی خود بھی مدد کیجیے اور دوسرے مخیر لوگوں کی امداد اُن تک پہنچانے کا ذریعہ بھی بنیے۔ اس کے ساتھ ہی صحتِ عامہ،

امراض کے علاج اور تربیتِ اطفال کے بارے میں آپ کو تمام وہ بنیادی معلومات حاصل کرنی چاہئیں جن کے ذریعے آپ کم پڑھی لکھی خواتین کی رہنمائی کر سکیں اور انہیں صحیح مشورے دے سکیں۔ جو خواتین اس طرح خدمتِ خلق کے مشن کو اختیار کریں گی وہ خود بخود اپنے حلقے میں احترام اور محبت حاصل کر لیں گی۔ اس سے نفاذِ اسلام کے لیے ان کی جدوجہد کے کامیاب ہونے کے امکانات زیادہ ہو جائیں گے۔

نفاذِ اسلام کی جدوجہد کے متعلق یہ بات ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ انفرادی نہیں، بلکہ ایک اجتماعی جدوجہد ہے اور اجتماعی فوائد حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اس اجتماعی جدوجہد کے لیے جماعتی نظم اور ڈھانچہ ضروری ہے۔ اس سے الگ رہ کر کی جانے والی جدوجہد نہ تو زیادہ دیر تک جاری رہ سکتی ہے اور نہ ہی صحیح طریقے پر کی جا سکتی ہے۔ اس لیے نفاذِ اسلام کی علمبردار خواتین کو اجتماعی جدوجہد کے لیے ایک نظام سے وابستہ ہونا چاہیے۔ انہیں ایک جماعتی قیادت اور اجتماعی لائحہ عمل کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ یاد رکھیے کہ اپنے آپ میں مگن ہو جانا شیطان کا فریب ہے۔ شیطان کبھی اجتماعیت کو برداشت نہیں کر سکتا، بلکہ ہمیشہ اس کی راہ میں حائل رہتا ہے۔ انفرادی انا کو جماعتی نظم سے ہم آہنگ کرنا مسلمان کا شیوہ ہے۔ بدقسمتی سے مغرب کی مادہ پرستانہ اقدار نے ہمیں منتشر کر دیا ہے اور فرد کسی ایسے نظم میں بندھنے کے لیے تیار نہیں جو اس کے احساسات کو ناگوار گزرے اور اسے من مانی نہ کرنے دے۔ آپ کو نفس و شیطان کی چالوں سے ہوشیار رہنا چاہیے اور یہ بات سب کو یاد کرانی چاہیے کہ نفاذِ اسلام کا تقاضا اجتماعی نظم سے وابستگی اور نظم کی پابندی ہے۔

یہ وہ چند بنیادی شرائط اور خصوصیات ہیں جو نفاذِ اسلام کا کام کرنے والی خواتین کے لیے لازمی ہیں۔ الحمدللہ کہ ان میں سے بہت سی خصوصیات ہمارے حلقے کی کارکن خواتین میں موجود ہیں، تاہم جو کمی ہے اُسے بھی پورا کرنے اور مذکورہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اگر ان خصوصیات کے ساتھ کام کرنے والی خواتین کے حلقے ہر جگہ موجود ہوں، تو ان کی جدوجہد انشاءاللہ کبھی بھی رائیگاں نہیں جا سکتی۔